WHERE TRUTH STAND ALONE

کربلا: حق کی آخری حد
حق تنہا تھا، مگر شکستہ نہیں تھا

EP:03

خطوط کا سیلاب اور
سفیرِ حسینؑ کا سفر

Swipe>>

منظر کا تصور کیجیے:

مکہ مکرمہ کا تپتا ہوا ریگزار۔

حرمِ پاک کے صحن میں لوگوں کا ہجوم ہے اور دنیا بھر سے مسلمان عمرے اور حج کی تیاریوں کے لیے جمع ہو رہے ہیں۔ مکہ کی اس رونق میں، نواسۂ رسولؐ، حضرت امام حسینؑ خانہ کعبہ کے سائے میں بیٹھ کر امت کے مستقبل کی فکر میں ڈوبے ہیں۔ مدینہ چھوڑے کئی دن گزر چکے ہیں، لیکن دمشق کی سیاسی ہلچل مکہ میں بھی محسوس کی جا رہی ہے۔

اسی دوران، عراق کے شہر کوفہ سے مکہ کی طرف آنے والے راستوں پر اونٹوں اور گھوڑوں کی ٹاپیں تیز ہو جاتی ہیں۔ یہ عام مسافر نہیں ہیں، بلکہ ان کے تھیلوں میں ہزاروں خطوط ہیں، جو مکہ میں موجود ایک ہی ہستی کے نام لکھے گئے ہیں: حسین بن علیؑ۔

جب کوفہ کے لوگوں کو یہ پکی خبر ملی کہ امیر معاویہ ؓ کی وفات ہو چکی ہے، یزید تخت پر بیٹھ گیا ہے اور امام حسین ؑ نے اس کی بیعت سے صاف انکار کر کے مکہ میں پناہ لے لی ہے، تو کوفہ کے سیاسی حالات میں ایک دم ابال آ گیا۔ کوفہ وہ شہر تھا جہاں حضرت علی ؑ کے چاہنے والے بڑی تعداد میں موجود تھے اور وہ بنو امیہ کی خاندانی ملوکیت (بادشاہت) کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔

کوفہ کے بڑے اکابرین (جیسے سلیمان بن صرد خزاعی، مسیب بن نجبہ اور رفاعہ بن شداد) اکٹھے ہوئے اور انہوں نے امام حسین ؑ کو خطوط لکھنا شروع کیے۔

یہ خطوط کوئی عام تعداد میں نہیں تھے، بلکہ تاریخ بتاتی ہے کہ خطوط کا ایک سیلاب تھا جو مکہ پہنچ رہا تھا! قاصدوں کے پورے پورے وفد مکہ آ رہے تھے۔ ایک ایک دن میں سو سو، ڈیڑھ ڈیڑھ سو خطوط امام ؑ کو موصول ہو رہے تھے، یہاں تک کہ ان خطوط کے بڑے بڑے تھیلے بھر گئے۔

(بحوالہ: تاریخِ طبری، جلد 4، صفحہ 262)

ان خطوط میں کوفیوں نے لکھا تھا:

ہم نے یزید کی بیعت نہیں کی، ہمارا کوئی امام اور سیاسی قائد نہیں ہے۔ آپ فوراً کوفہ تشریف لائیے تاکہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں اور اللہ ہمیں آپ کے ذریعے حق پر جمع کر دے۔ اگر آپ نے ہماری اس پکار پر جواب نہ دیا، تو بارگاہِ الٰہی میں ہم آپ کا دامن پکڑیں گے۔

(بحوالہ: البدایہ والنہایہ، ابنِ کثیر، جلد 8، صفحہ 161)

ایک طرف امت کے ہزاروں لوگ امام حسینؑ کو پکار رہے ہیں، آپ پر حجت تمام کر رہے ہیں، اور دوسری طرف آپ کوفیوں کی پرانی تاریخ اور ان کے بدلتے مزاج سے بھی واقف ہیں۔ امامؑ جذباتی فیصلے کرنے والے لیڈر نہیں تھے۔ وہ جانتے تھے کہ جب تک زمینی حقائق کا خود پتہ نہ چل جائے، اپنے پورے کاروان اور خواتین کو لے کر نکلنا بڑے خطرات کو دعوت دینا ہے۔

چنانچہ، امامؑ نے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیلؑ کو بلایا۔ مسلم بن عقیل ایک نہایت بہادر، عاقل، اور وفادار انسان تھے۔ امامؑ نے انہیں اپنا سفیر (Ambassador) مقرر کیا اور فرمایا: مسلم! تم کوفہ جاؤ۔ وہاں کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھو۔ اگر کوفہ کے معززین، اہلِ علم اور عوام کے دل واقعی وہی کہتے ہیں جو ان خطوط میں لکھا ہے، تو مجھے فوراً لکھنا تاکہ میں مکہ سے روانہ ہو جاؤں۔

امامؑ نے کوفہ کے لوگوں کے نام ایک جواب بھی لکھا، جس میں آپؑ نے اپنی آمد کو مسلم بن عقیل کی رپورٹ سے مشروط کیا اور یہ تاریخی جملہ لکھا جو سچے حسینی کردار کی پہچان ہے:

تمہارے خطوط مجھے ملے۔ میں اپنے بھائی اور چچازاد مسلم بن عقیل کو بھیج رہا ہوں تاکہ وہ حالات دیکھیں۔ اور یاد رکھو! امام اور قائد وہ نہیں ہوتا جو صرف حکومت کرے، بلکہ امام صرف وہ ہے جو کتابِ الٰہی (قرآن) کے مطابق فیصلے کرے، انصاف کو قائم کرے، حق کا پابند ہو اور اپنے آپ کو اللہ کی رضا کے لیے وقف کر دے۔

(بحوالہ: تاریخِ طبری، جلد 4، صفحہ 262 / الکامل فی التاریخ، ابنِ اثیر، جلد 4، صفحہ 21)

رمضان 60 ہجری کا آخری حصہ تھا جب حضرت مسلم بن عقیلؓ مکہ سے نکل کر، کٹھن راستوں کو عبور کرتے ہوئے کوفہ پہنچے۔

جیسے ہی کوفہ والوں کو پتہ چلا کہ حسینؓ کا سفیر آگیا ہے، پورے شہر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ مسلم بن عقیلؓ کوفہ کے ایک مخلص انسان کے ہاں ٹھہرے۔ لوگ جوق در جوق آنے لگے۔ منظر دیکھنے والا تھا کوفہ کی گلیوں میں نعرے گونج رہے تھے، لوگ خوشی سے رو رہے تھے اور مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر امام حسینؓ کی بیعت کر رہے تھے۔

چند ہی دنوں میں بیعت کرنے والوں کی تعداد بارہ ہزار (12,000) سے اٹھارہ ہزار (18,000) تک پہنچ گئی۔

(بحوالہ: البدایہ والنہایہ، ابنِ کثیر، جلد 8، صفحہ 162)

مسلم بن عقیلؓ نے جب یہ زبردست اور پرجوش ماحول دیکھا، تو ان کا دل مطمئن ہو گیا۔ انہوں نے سوچا کہ کوفہ اب بنو امیہ کے ظلم کے خلاف کھڑا ہونے کے لیے بالکل تیار ہے۔ انہوں نے مکہ میں امام حسینؓ کو ایک خط لکھا:

کوفہ کے حالات بالکل سازگار ہیں۔
یہاں اٹھارہ ہزار لوگ آپ کے نام پر اکٹھے ہو چکے ہیں۔ میرا یہ خط ملتے ہی آپ فوراً کوفہ کے لیے روانہ ہو جائیں۔

(بحوالہ: تاریخِ طبری، جلد 4، صفحہ 264)

کوفہ کے لوگ برے نہیں تھے، وہ نیت کے سچے تھے، نمازیں پڑھنے والے تھے، اور دل میں آلِ رسولؐ کی محبت بھی رکھتے تھے۔ لیکن ان کے اندر ایک بہت بڑی نفسیاتی کمزوری تھی: وہ آسان حالات کے انقلابی تھے! جب تک ماحول پر امن تھا، کوئی بڑا خطرہ نہیں تھا، وہ نعرے لگا رہے تھے اور بیعت کر رہے تھے۔ لیکن وہ یہ بھول گئے تھے کہ جب ظلم کا پرانا نظام جوابی وار (Counter Attack) کرتا ہے، تو نعرے کام نہیں آتے، وہاں صرف وہ ضمیر ٹکتا ہے جو لوہے کی طرح مضبوط ہو۔

اگلی قسط:

مسلم بن عقیل کا خط مکہ روانہ ہو چکا ہے امام حسینؑ مکہ میں سفر کا سامان باندھ رہے ہیں لیکن دوسری طرف، دمشق میں بیٹھا یزید تلملا اٹھا ہے۔ اسے کوفہ کی اس خاموش بغاوت کی خبر مل چکی ہے، اور وہ کوفہ کا رخ بدلنے کے لیے اپنے سب سے سفاک اور بے رحم گورنر کو بھیجنے والا ہے۔